بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اعتکاف سے متعلق درج ذیل مسائل کے بارے میں:

۱- کیا اعتکاف کے لیے مسجد شرعی ہونا ضروری شرط ہے۔؟

۲- اگر شرعی مسجد شرط ہے تو شرعی مسجد سے کیا مراد ہے۔؟

۳- اس کے شرط ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟ دلائل کے ساتھ واضح فرمائیں۔

۴- اس تفصیل کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آجکل فلیٹوں میں جو مسجدیں بنی ہوئی ہیں اور جن کے اوپر نیچے لوگوں کے ذاتی فلیٹ بنے ہوئے ہوتے ہیں تو کیا فلیٹوں کی مسجد شرعی کہلائے گی۔؟ اور اس میں اعتکاف کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ شہری علاقوں میں ایسی مسجدوں کی کافی تعداد ہے اور ان میں لوگ اعتکاف بھی کرتے ہیں۔

۵- جس مسجد میں اعتکاف کرنا مقصود ہو کیا اس مسجد میں پنج وقتہ نمازوں کا ہونا ضروری ہے؟ یا بعض نمازوں کا ہونا ضروری ہے؟ یا صرف امام اور مؤذن کا ہونا ضروری ہے؟ ضروری کا مطلب یہ ہے کہ کیا ان میں سے کوئی اعتکاف کے واسطے شرط ہے یا نہیں؟ جیسا کہ بعض اعتکاف کی کتابوں میں لکھا ہے، اس سلسلے میں ائمہ احناف کے درمیان جو اختلاف روایات منقول ہے ان کے درمیان تطبیق کس طرح ہو سکتی ہے؟

۶- اعتکاف کے لیے ایسی مسجد جس میں جماعت ہوتی ہو کی شرط صرف محلّہ کی مسجد کے لیے ہے یا جامع مسجد اور محلّہ کی مسجد میں فرق ہے؟

۷- ایک ایسی مسجد جس میں صرف ایام اعتکاف میں با جماعت نماز ہوتی ہو اور سال بھر نہ ہوتی ہو ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا درست ہے یا نہیں؟

ولی الرحمٰن ملک سوسائٹی

سرفراز

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

الجواب ــــــــ

فقہاء حنفیہ کے نزدیک مرد کے سنّت اور واجب اعتکاف

ادا ہونے کے لئے مسجدِ شرعی کا شرط ہونا متفق علیہ ہے ۔

شرعی مسجد سے مراد مسجدِ جماعت ہے ۔ یعنی وہ مسجد جو باجماعت

نماز کے واسطے بنائی گئی ہو ، اور وقف ہو ۔ لہٰذا گھروں کے مصلّوں

اسی طرح راستوں کے مصلّوں ، نیز جنازگاہ ، عیدگاہ وغیرہ میں اعتکاف

یا سنّت اعتکاف ادا نہ ہونگے ۔ کیونکہ اعتکاف

کرنے سے واجب کے واسطے مسجدِ جماعت کا ہونا شرعاً ضروری اور شرط ہے اور مذکورہ

مقامات مسجدِ شرعی کے حکم میں نہیں ۔

لما فی کتاب الأصل للإمام محمد بن الحسن : ص ۲۸۲/۲

وبلغنا عن حذیفة أنه قال لا اعتکاف

إلا فی مسجد جماعة .

وفی المبسوط للإمام السرخسی : ۱۲۲/۳

ثم جوازه یختص بمساجد الجماعات .

وفی جامع الرموز

والصحیح أنه یصح فیما أذن

وأقیم فلا یصح عند الحیاض ومسجد

قوارع الطریق کما فی الخلاصة وینبغی أن

لا یصح فی مصلّی العید والجنازة .

کذا فی عامة کتب الفقه والفتاوی

Scanned with CamScanner

(۳) ـــ اعتکاف کے لئے شرعی مسجد کے شرط ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں :

(۱) آیتِ مبارکہ میں جس مسجد کا ذکر ہے اسکا مصداق مسجدِ جماعت ہے ۔ اسکا مصداق عام مصلّی نہیں ۔ کیونکہ قرآن وحدیث میں مسجد کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو اس سے عموماً مسجدِ جماعت ہی مراد ہوتی ہے ۔ اگرچہ لغوی معنی کے اعتبار سے حدیث میں تمام زمین کو مسجد کہا گیا ہے لیکن شرعاً اس پر مسجد کا اطلاق نہیں ہوتا ـــ یعنی آیتِ مبارکہ میں لفظِ مسجد اگرچہ عام اور مطلق ہے لیکن اس سے مسجدِ جماعت (شرعی مسجد) مراد لینا آیتِ مبارکہ میں تقیید یا تخصیص نہیں بلکہ آیت سے مفہوم اور مستفاد ہے ۔ چنانچہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے معارف القرآن ص ۱/۵۱ میں رقم فرمایا ہے ـــ :

"قولہ تعالیٰ " وأنتم عکفون فی المساجد " لفظ " فی المساجد " کے عموم سے ثابت ہوا کہ اعتکاف ہر مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں جماعت ہوتی ہو ۔ حضرات فقہاء کرام نے جو یہ شرط بیان کی ہے کہ اعتکاف صرف اس مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں جماعت ہوتی ہو ۔ غیرآباد مسجد جہاں جماعت نہ ہوتی ہو اس میں اعتکاف درست نہیں ، یہ شرط درحقیقت مسجد کے مفہوم ہی سے مستفاد ہے کیونکہ مساجد بنانے کا اصل مقصد جماعت کی نماز ہے ورنہ تنہا نماز تو ہر جگہ دکان مکان وغیرہ میں ہوسکتی ہے ۔ (انتہی کلامہ)"

Scanned with CamScanner

(۱۲) حضرت حذیفہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی
احادیث جن میں مسجدِ جماعت کو اعتکاف کے لئے ضروری کہا گیا
ہے ان احادیث کے سیاق وسباق میں یہ بات مذکور ہے کہ بعض صحابہ کرام
نے گھروں کے اندر اعتکاف کرنا شروع کیا۔ تب حضرات رضی اللہ عنہم
نے ان کے عمل پر نکیر فرمائی کہ گھروں میں اعتکاف کرنا بدعت ہے
اعتکاف تو مسجدِ جماعت میں ہوتا ہے۔ گویا ان حضرات کا نکیر فرمانا
آیتِ قرآنیہ میں لفظِ مسجد کی توضیح ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ
نے رقم فرمایا ہے:

(لقول حذيفة ... الخ) أخرج الطبراني
عن إبراهيم النخعي أن حذيفة قال لابن مسعود
ألا تعجب من قوم بين دارك ودار أبي موسى
يزعمون أنهم عكوف فلعلهم أصابوا وأخطأت
أو حفظوا ونسيت قال أما أنا فقد علمت أنه
لا اعتكاف إلا في مسجد جماعة وأخرج البيهقي
عن ابن عباس رضي الله عنهما قال إن أبغض الأمور
إلى الله تعالى البدع وإن من البدع الاعتكاف
في المساجد التي في الدور وروى ابن أبي شيبة
وعبد الرزاق في مصنفيهما عن علي قال لا اعتكاف
إلا في مسجد جماعة وتقدم مرفوعا في رواية عائشة ... الخ

(۳۰۸/۲)

Scanned with CamScanner

(۳) ــــــ بعض فقہاء کرام نے اعتکاف کی شرائط میں مسجدِ جماعت کا ذکر کرکے مذکورہ آیت بطورِ دلیل پیش کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک آیتِ مبارکہ کا مصداق مسجدِ جماعت ہے۔

وفي تحفة الفقهاء لعلاء الدين السمرقندي: ص ۳۲۱ / ۱

ومنها أن لا يصحّ الاعتكاف من الرجال إلّا في مسجد يصلّى فيه بالجماعة وأصله قوله تعالى: «وأنتم عٰكفون في المسٰجد»

كذا في الولوالجية: ۱/۲٤ وفي أحكام القرآن للعثماني ومأشه

(۴) ــــــ احناف کے نزدیک اگرچہ قرآنِ کریم کی آیت مطلق ہے۔ مگر اس میں مسجدِ جماعت ہونے کی شرط لگانا اعتکاف کے لئے اسلئے ضروری ہے کہ اعتکاف کی عبادت کا اصل منشأ و مقصود یہ ہے کہ آدمی مسجد میں ہونے کی بناء پر نماز باجماعت کے انتظار کا ثواب حاصل کرتا رہے۔ اور یہ اس مقام پر ممکن ہے جہاں جماعت ملنے امکان ہو۔ جو کہ مسجدِ جماعت ہے۔

لما في الهداية:

ثم الاعتكاف لا يصحّ إلا في مسجد الجماعة وعن أبي حنيفة أنه لا يصحّ إلّا في مسجد يصلّى فيه الصلوات الخمس لأنه عبادة انتظار الصلوٰة فيختصّ بمكان تؤدّى فيه

Scanned with CamScanner

کذا فی التبیین ۲ / ۲۲۵ و الکفایۃ ۲ / ۳۰۸

و اللباب

مراقی الفلاح ۲ / ۲۷۳

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوا کہ اعتکاف کے لئے مسجد جماعت شرط ہے ۔ اسکے بغیر اعتکاف نہیں ہو سکتا ۔ کتب حنفیہ کی درج ذیل کتب میں اس بات پر اتفاق ہے ۔

- کتاب الأصل للإمام محمد بن الحسن رحمہ اللہ ۔
- المبسوط للإمام السرخسی ۔ رحمہ اللہ ۔
- الہدایۃ کتاب الصوم — فتح القدیر ۲ / ۳۰۹
- تبیین الحقائق ۲ / ۲۲۵ — النہر الفائق ۳ / ٤٤
- الدر المختار ۲ / ٤٤٠ — کفایہ ۲ / ۳۰۸
- عنایۃ ۲ / ۳۰۸ — التتارخانیۃ ۲ / ٤۱۰
- مراقی الفلاح ۲ / ۲۷۳ — المحیط البرہانی ۳ / ۲۷۹
- ولوالجیۃ : ۱ / ۲٤ — السراجیہ ۱ / ۱۰۷
- خلاصۃ الفتاوی ۱ / ۲٦۷ — الہندیۃ ۱ / ۲۱۱
- احکام القرآن للجصاص : ۱ / ۳۳۱ — المحیط البرہانی ۳ / ۲۷۹
- عنایۃ شرح الہدایۃ ۲ / ۳۰۸ — مجمع الأنہر
- ملتقی الأبحر ۱ / ۲۷۷ — خانیۃ ۱۱ / ۲۲۱
- النہر الفائق ۲ / ٤٤ — المختار للفتوی ۱ / ۱۷۷

جاری

Scanned with CamScanner

(۴) ـــــ مذکورہ تفصیل کی روشنی میں چونکہ فلیٹوں کی مسجد میں شرعی مسجد کے حکم میں نہیں ۔ لہٰذا وہاں سنت یا واجب اعتکاف کرنے کی نیت سے ٹھہرنے سے اعتکاف اداء نہیں ہوگا ۔

(۵) ـــــ البتہ مسجدِ جماعت (شرعی مسجد) میں اعتکاف کے درست ہونے کے واسطے نماز با جماعت ۔ کا کسقدر اہتمام کرنا ضروری ہے اسکے بارے میں کتبِ احناف میں مجموعی طور پر چار طرح کی روایات منقول ہیں :

(۱) جامع مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری ہے ۔ اس روایت میں نمازوں کی تعداد کی کوئی حد بندی نہیں کی گئی ہے ۔ اس روایت کو کسی فقیہ نے اختیار نہیں فرمایا ۔

لما في الخانية : ۱/۲۲

وعن أبي حنيفة في رواية

لا يصح الاعتكاف إلا في المسجد الجامع

(۲) ـــــ دوسری روایت یہ ہے کہ اعتکاف کے لئے مسجدِ جماعت میں پنج وقتہ نمازوں کا باجماعت اداء ہونا ضروری ہے اسکے بغیر اعتکاف صحیح نہیں ہو سکتا ۔ یہ روایت حضرت حسن بن ... کے واسطے سے منقول ہے ۔ اس روایت کو علامہ ابن الہمام، صاحبِ ... صاحبِ ہدایہ وغیرہ نے اختیار فرمایا ہے ۔

لما في فتح القدير : ۲/ص ۳۰۸

قوله وعن أبي حنيفة رحمه الله -

أنه لا يجوز إلّا في مسجد يصلّى فيه الصلوات الخمس،
قيل أراد به غير الجامع و أمّا الجامع فيجوز
وإن لم يصلّ فيه الخمس وعن أبي يوسف
أن الاعتكاف الواجب لا يجوز في غير مسجد الجماعة
والنفل يجوز وروى الحسن عن أبي حنيفة أن كل
مسجد له امام ومؤذن معلوم وتصلّى فيه الخمس
بالجماعة و صحّحه بعض المشائخ قال لقوله عليه الصلوٰة والسلام،
لا اعتكاف إلّا في مسجد له أذان و إقامة .
كذا في مراقي الفلاح : ٢ / ٢٢٣ " حيث قال فلا يصحّ
في مسجد لا تقام فيه الجماعة للصلوٰة في الأوقات الخمس
على المختار الخ ... و قد صرّح العلامة ابن الهمّام
باختيار هذا المذهب في مقام آخر على ص ٣٠٩/٢
من كتابه فتح القدير توضيحا لدليل تمسّك به صاحب الهداية
حيث قال صاحب الهداية " إلزاما على الشافعيّة " ونحن
نقول الاعتكاف في كل مسجد مشروع و إذا صحّ
الشروع .... الخ فقد كتب ابن الهمام تحته " هذا على
وجه الإلزام على عمومه وأمّا على رأينا فلا، إذ لا يجوز
إلّا في مسجد يصلّى فيه الخمس بجماعة أو دونها إذا كان
جامعا فلا يكون التمسّك على العموم بقوله تعالى
" و أنتم عاكفون في المساجد " كما فعله الشارحون صحيحا

على المذهب .... الخ . كذا اختار هذا

صاحب نور الإيضاح و الجوهرة النيّرة والشرنبلالي ص ۲۲۲/۱:

(۳) ـــــ تیسری روایت یہ ہے کہ اگر مسجدِ جماعت میں اذان واقامت ہو اور وہاں بعض نمازیں باجماعت ادا کی جائیں تو وہاں اعتکاف کرنا درست ہے

لما في النهر الفائق : ٤٤/٢

في مسجد أي مسجد جماعة وهو من له إمام ومؤذن أدّيت فيه الخمس أو لا قال في البحر" أطلق في المسجد فأفاد أنه يصحّ في كل مسجد وصحّحه في غاية البيان لإطلاق قوله تعالى" وأنتم عاكفون في المساجد" أقول فيه نظر ففي الخلاصة والخانية ويصحّ في كل مسجد له أذان وإقامة وهو الصحيح وهذا هو مسجد الجماعة . كما في العناية ....

.... وثمّة روايات أخر عن الإمام ... الخ

يقول العبد الفقير إلى رحمة ربّه لا يعلم من العبارة المذكورة أن صاحبها أيّ مذهب يختار إلّا أن ظاهر سياق كلامه يدلّ على أنه يميل إلى هذه الرواية لردّه على صاحب البحر الرائق . والله أعلم .

وفي الدر المختار : ٤٤٠/٢

وهو لبث ذكر في مسجد جماعة وهو ما له

Scanned with CamScanner

إمام ومؤذن أدّيت فيه الخمس أولا

وعن الإمام اشتراط الخمس فيه وصححه

بعضهم وقالا يصحّ في كل مسجد وصححه

السروجي.... الخ كذا هنا لا يعلم ما

هو المختار عنده...؟ إلّا أن العلامة

ابن عابدين - رحمه الله - رجّح من مذهب الصاحبين

بألفاظ مقنعة للبيان والإيضاح كما سنذكره...

إن شاء الله تعالى -

وفي الكفاية في شرح الهداية : ٢/٣٠٩

أي وإن لم يصلّ فيه الصلوات الخمس

بالجماعة وإنما يؤدّى بعضها....

... والدليل على الجواز في سائر المساجد

قوله تعالى " وأنتم عاكفون في المساجد" فعمّ المساجد

بالذكر وإنّما اشترط أن يكون مسجد جماعة

لأنه عبادة انتظار الصلوٰة فيختصّ بمكان

تؤدّى فيه ...الخ كذا لا يعلم الترجيح في

هذه العبارة حيث يعلم من بداية عبارته ترجيح

الرواية الثانية ومن نهايتها ترجيح العموم والإطلاق.

وفي العناية شرح الهداية : ٢/٣٠٨

(ثم الاعتكاف لا يصحّ إلّا في مسجد الجماعة)

Scanned with CamScanner

هذا أيضا من شرط جوازه ومسجد الجماعة هو الذى يكون له امام ومؤذن أدّيت فيه الصلوت الخمس أولا ـ

وفي مرقاة المفاتيح : ٢/ ٦٠٧

قال الشمنى شرط الاعتكاف مسجد الجماعة وهو الذى له امام ومؤذن ويصلّى فيه الصلوت الخمس أو بعضها بجماعة وعن أبي حنيفة لا يصح الاعتكاف إلا في مسجد جامع يصلّى فيه الصلوت الخمس بجماعة وهو قول احمد قال ابن الهمام وصحّحه بعض المشائخ وقال قاضيخان وفي رواية لا يصحّ الاعتكاف عنده إلا في الجامع وهو ظاهر الحديث وعن أبي يوسف ومحمد رحمهما الله - يصحّ الاعتكاف في كل مسجد وهو قول مالك والشافعي لإطلاق قوله تعالى وأنتم عكفون في المساجد.

وفي حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ص ٢٢٣/ ٢

وعبارة التنوير مع شرحه ... الخ نقل ما كتبه صاحب الدرّ المختار - وعبارته ذكرناها فيما سبق -

ـــــــ اسی مذکورہ روایت سے ملتی جلتی روایت میں بعض نمازوں کی ادائیگی کا ذکر بھی نہیں بلکہ صرف اذان واقامت کا ذکر ہے ، فتاوی کی کتب میں اسکو اختیار کیا گیا ہے

Scanned with CamScanner

وفي الهندية : ١ / ٢١١

وأمّا شروطه إلى قوله ... ومنها مسجد الجماعة فيصح في كل مسجد له أذان وإقامة هو الصحيح.

وفي الخانية : ٢١١/٢

وعن أبي حنيفة - رحمه الله - في رواية لا يصحّ الاعتكاف إلّا في مسجد تصلّى فيه الصلوت كلها وفي رواية لا يصحّ إلّا في المسجد الجامع وفي رواية يصحّ في كل مسجد له أذان وإقامة هو الصحيح لقول عمر رض "لا اعتكاف إلّا في مسجد له أذان وإقامة".

وفي خلاصة الفتاوى : ١ / ٢٦٢

ويصحّ في كل مسجد له أذان وإقامة هو الصحيح.

وفي جامع الرموز للإمام شمس الدين محمد الخراساني

ثمّ قال في مسجد جماعة أي يقوم فيه جماعة ولو مرّةً في يوم كما أشار إليه الكرماني وعن أبي حنيفة - رحمه الله - أنه لا يصحّ إلّا فيما يقوم خمس مرّات وقيل يصحّ في الجامع بلا جماعة كما في المحيط والصحيح أنه يصحّ فيما أذن وأقيم فلا يصحّ عند الحياض

Scanned with CamScanner

ومسجد قوارع الطريق كما في الخلاصة وينبغي

أن لا يصح في مصلى العيد والجنازة۔

غور وفکر کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ تیسری دونوں روایتیں نتیجہ کے اعتبار سے مختلف نہیں۔ کیونکہ اذان واقامت کا ذکر دونوں روایتوں میں موجود ہے۔ البتہ بعض نمازوں کی ادائیگی کا ذکر دوسری قسم کی روایات میں ملتا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اذان واقامت کی صورت میں نمازوں کی ادائیگی متیقن ہے۔ لہذا تیسری روایت کی عبارات میں اسکو مستقلاً ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

شامی کی درج ذیل عبارت سے بھی ان دونوں روایتوں کا متحد ہونا معلوم ہوتا ہے ۔۔۔

وفی الشامیة : ٢/ ٤٤٠

أريد فيه الخمس أو لا صرح بهذا الإطلاق في العناية وكذا في النهر وعزاه الشيخ اسمعيل إلى الفيض والبزازية وخزانة الفتاوى والخلاصة وغيرها... الخ

(٤) چوتھی روایت یہ ہے کہ اعتکاف ہر شرعی مسجد میں درست ہے۔ یعنی اعتکاف کے فی نفسہ منعقد ہونے کے لئے شرعی مسجد کافی ہے، پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی، یا بعض نمازوں کی ادائیگی یا امام اور مؤذن کا ہونا اعتکاف کیلئے شرط نہیں۔ اس روایت کو محققین نے اختیار فرمایا ہے۔ یہی جواب صاحبین رحمہما اللہ تعالی

Scanned with CamScanner

کا مسلک ہے۔ اس روایت کو حضرت امام طحاوی، امام ابوبکر الجصاص علامہ ابن نجیم، علامہ کاسانی، علامہ بدرالدین العینی، صاحبِ فتح البیان اور علامہ شامی - رحمہم اللہ تعالی جمیعًا - نے اختیار فرمایا ہے اور بعض کتب میں یہ روایت حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف بھی منسوب ہے۔ اس روایت کو اختیار کرنے میں مسلمانوں کیلئے سہولت اور آسانی بھی ہے۔ نیز قرآنِ کریم میں لفظِ "مسجد" کا اطلاق بھی اسکا مؤید ہے۔ (ستتضح هذه الأمور جمعا إن شاء الله من العبارات الآتية)

نیز یہ بات بھی یہاں واضح رہے کہ مذکورہ تینوں روایات کا مدار بعض احادیث اور آثار پر ہے۔ جو مختلف حضرات سے منقول ہیں۔ حضرت حذیفہ کی بعض روایات میں جہاں مسجدِ جماعت یا امام اور مؤذن کا ذکر ہے اس روایت سے "صلوات خمسہ" کی روایت مأخوذ ہے کما فی فتح القدیر۔ (۳۰۸/۲) اور بعض روایتوں میں امام اور مؤذن کا ذکر ملتا ہے کما فی البدائع: ۲۸۰/۲:-

وعن حذیفة رضی اللہ عنہ أنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا اعتکاف إلا فی کل مسجد لہ امام ومؤذن" خانیہ ۲/۲۱۱ میں بھی اسی کے مطابق حضرت عمرؓ کا اثر منقول ہے۔ لہذا پہلی دوسری اور تیسری روایات کا مدار دراصل ان مذکورہ احادیث اور آثار پر ہے۔ جبکہ چوتھی روایت کا اصل مدار قرآنِ کریم کی آیت کے اطلاق اور عموم پر ہے، جسکے مطابق ہر شرعی مسجد میں اعتکاف فی نفسہ ہو سکتا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ چوتھی روایت کو اختیار کرنیوالے حضرات کے نزدیک حضرت حذیفہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے

مروی روایات کا محمل یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت حذیفہ نے مذکورہ احادیث ان لوگوں کی تردید میں بیان فرمائی جو گھروں میں اعتکاف کرتے تھے (کما قدمناہ من قبل) اور یہ بات ان حضرات کے نزدیک بھی مسلّم ہے کہ اعتکاف کے لئے شرعی مسجد ہونا شرط ہے۔ لہٰذا حضرت حذیفہ، حضرت علی، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایات کا منشا شرعی مسجد ہے۔ اور اسی کیلئے مذکورہ حضرات نے بعض مقامات پر "مسجد جماعت" کی تعبیر اختیار فرمائی کہ گھروں میں اعتکاف کے بجائے مسجد جماعت میں اعتکاف کرنا چاہیئے۔ جسکے بنانے کا مقصد صرف باجماعت نماز ہے۔ اور اعتکاف کی مشروعیت جماعت کی نماز کے انتظار کے واسطے مشروع ہوئی ہے۔ اور اسی مقصد کیلئے مذکورہ حضرات نے بعض مقامات پر اذان واقامت کی تعبیر اختیار فرمائی جسکا لازمی نتیجہ بھی جماعت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پھر مذکورہ دوسری اور تیسری روایات (جو درحقیقت ایک ہی ہیں) مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہیں۔ بعض مقامات پر ان الفاظ کیساتھ منقول ہے:

وھو ما له امام ومؤذن (کما فی النہر، والعنایۃ، والمرقاۃ والدر المختار)

اور بعض مقامات پر یوں ہے:

فیصح فی کل مسجد له اذان واقامۃ (کما فی البزازیۃ والخلاصۃ والھندیۃ، وفتاوی النوازل)

اور بعض مقامات پر اسطرح ہے:

انه یصح فیما اذن واقیم (کما فی جامع الرموز ومجمع الانھر)

پہلی قسم کی روایت سے امام اور مؤذن اور دوسری قسم کی روایت سے نفسِ اذان واقامت کا وجود کافی معلوم ہو رہا ہے۔ جبکہ تیسری کی عبارت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ وہاں اگر اذان واقامت ہو چکی ہو تو وہ مسجد قابلِ اعتکاف ہے۔ کیونکہ بانی یا واقف کی اجازت سے اگر ایک دفعہ وہاں اذان واقامت کیساتھ نماز ادا ہو گئی تو وہ شرعی مسجد بن جاتی ہے۔ اور اس میں اعتکاف ہو سکتا ہے۔ مسجد بن جانے کے بعد مسلمانوں کیلئے وہاں باجماعت نماز کا اہتمام کرنا ضروری ہے اگر مسلمان اپنی کوتاہی کی بناء پر نماز کی پابندی نہ کریں تو وہ مسجد شرعی رہے گی اس میں فی نفسہٖ اعتکاف منعقد ہو سکے گا۔ لیکن اگر ایامِ اعتکاف میں کمی کم از کم وہاں جماعت نہ ہوتی ہو تو ایسی صورت میں وہاں اعتکاف کرنا دو مفسدوں کا موجب بن سکتا ہے:

(۱) ترکِ جماعت جبکہ وہ اس سے بچنے پر قادر تھا کہ ایسی مسجد میں اعتکاف کر لیتا جہاں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ اگر ایسی کوئی مسجد علاقہ میں موجود نہ ہو تو اعتکاف مسنون نہیں رہتا۔

(۲) جماعت کے لئے کسی دوسری مسجد میں جانا پڑے گا۔ جو کہ مقصودِ اعتکاف کے منافی ہے۔ اور بعض فقہاء کرام کے نزدیک اس سے اعتکاف بھی فاسد ہو جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں یہ بات مفہوم ہو رہی ہے کہ امام اور مؤذن، یا اذان واقامت کی قیود بظاہر شرعی مسجد کے قیام کے واسطے

جاری ہے

ذکر کی گئی ہیں۔ یہ قیود احترازیہ نہیں، اس طور پر کہ ان کے نہ پائے
جانے کی صورت میں مسجد میں اعتکاف منعقد نہ ہو سکے، غالباً
یہی وجہ ہے کہ باب الجنائز میں "باب تکرہ الصلوۃ علی الموتی فی مسجد الجماعۃ"
کی عبارات میں "مسجد جماعت" کی تعریف صرف "ما یقام فیہ الجماعۃ"
سے کی گئی ہے۔ (کما فی الولوالجیۃ: ۱/۱۵٦) وفتاوی النوازل ص ۱۲۱/۱
نہ کہ امام ومؤذن یا اذان واقامت سے۔ دراصل فقہائے کرام اس شرط کو بھی کہ
میں اعتکاف کو منعقد ماننے کے باوجود نماز باجماعت کے انتظام کو کم از کم
ایام اعتکاف میں ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ باجماعت نماز، اور اعتکاف میں
بہت گہرا تعلق ہے۔ اور بعض فقہاء کرام نے اس کی مشروعیت کی وجہ ہی
جماعت کی نماز کو قرار دیا ہے۔ اور باجماعت نماز نہ ہونے کی صورت
میں ترک جماعت بلا عذر یا خروج من المسجد کا مفسدہ بھی لازم آسکتا ہے
اسلئے جماعت والی مسجد جس میں باقاعدہ اذان واقامت ہوتی ہے
کو اعتکاف کیلئے ضروری قرار دیا۔ البتہ اس سلسلے میں یہ بات
قرین تحقیق معلوم نہیں ہوتی کہ اعتکاف کیلئے مسجد جماعت میں امام ومؤذن
کا وجود شرط ہے۔

وفی حاشیۃ ابن عابدین رحمہ اللہ: ٤٤٠/٢

أدّیت فیہ الخمس أولا صرّح بہذا الإطلاق
فی العنایۃ ..... إلی قولہ ... قولہ وصححہ
السرخسی وھو اختیار الطحاوی قال الخیر الرملی

Scanned with CamScanner

وهو أيسر خصوصا في زماننا

فينبغي أن يعول عليه والله تعالى أعلم

.... إلى قوله ... على ص ٤٤١ ... وبحث

فيه الرحمتي بما صرحوا به من أن المقصد الأصلي

من شرعية الاعتكاف انتظار الصلاة بالجماعة

والحائض والنفساء ليسا بأهل للصلاة أي

فلا يصح اعتكافها بخلاف الجنب إن يمكنه الطهارة

والصلاة ـ هـ ويلزمه أن الجنب لم يتطهر

ويصلي لا يصح منه ويلزمه أيضا أن يكون

من شرط صحته الصلاة بالجماعة ولم يقل به أحد تأمل

...... وفي ص ٤٤٦ (تتمة) لم يذكر جواز خروجه

لجماعة وقدمنا عن النهر والفتح ما يفيده ويأتي في كلامه

ما يفيده أيضا وفي البحر عن البدائع لو أحرم بحج أو عمرة

أقام في اعتكافه إلى فراغه منه فإن خاف فوت الحج

يحج ثم يستقبله لأن هذا الخروج وإن وجب شرعا

فإنما وجب بعقده، لم يكن معلوم الوقوع فلا يصير

مستثنى في الاعتكاف .... وفي ص ٤٤٧ وكأنه

في الخانية لم يرهذا الاستحسان وجيها لأن

انهدام المسجد لا يخرجه عن كونه معتكفا بناء على

القول بأن إقامة الخمس فيه بالجماعة غير شرط كما مر

أول الباب ـ هـ

و في البناية شرح الهداية : ٢٤٦/٣

وفي المنتقى عن أبي يوسف أن الاعتكاف الواجب لا يجوز اداءه في غير مسجد الجماعة وفي البدائع الاعتكاف الواجب والنفل لا يصحان إلا في المسجد وقال الطحاوي يصح في كل مسجد وقال الاترازي والصحيح عندي أنه يصح في كل مسجد قلت هذا قول الطحاوي ونسبه إلى نفسه -

ولما في البدائع : ٢٨٠/٢ :-

و أما الذي يرجع إلى المعتكف فيه فالمسجد وأنه شرط في نوعي الاعتكاف الواجب والتطوع ..... ويستوي فيه الاعتكاف الواجب والتطوع لأن النص مطلق .... ولنا عموم قوله تعالى و أنتم عكفون في المساجد وعن حذيفة أنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم - يقول الاعتكاف في كل مسجد له امام ومؤذن .... الخ

ولما في البحر الرائق : ٤٧٢/٢ :-

وأطلق في المسجد فأفاد أن الاعتكاف يصح في كل مسجد وصححه في غاية البيان لإطلاق

قوله تعالى " وأنتم عكفون في المساجد " وصحح
قاضيخان في فتاواه أنه يصح في كل مسجد له
اذان واقامة واختار في الهداية أنه لا يصح
إلا في مسجد الجماعة _

وكما في أحكام القرآن لأبي بكر احمد الرازي الجصاص : ١ / ٣٣٣
و أمّا شرط كونه في المسجد في الاعتكاف
فالأصل فيه قوله عز وجل " ولا تباشروهن
وأنتم عكفون في المساجد " فجعل من شرط
الاعتكاف الكون في المسجد وقد اختلف السلف
في المسجد الذي يجوز الاعتكاف على أنحاء ..
--- فحصل من اتفاق جميع السلف أن شرط
الاعتكاف الكون في المسجد على اختلافهم في
عموم المساجد وخصوصها . ولم يختلف فقهاء الأمصار
في جواز الاعتكاف في سائر المساجد التي تقام
فيها الجماعات ... إلى قوله ... وظاهر قوله تعالى
" وأنتم عكفون في المساجد " يبيح الاعتكاف
في سائر المساجد لعموم اللفظ ومن اقتصر به
على بعضها فعليه بإقامة الدلالة وتخصيصه بمساجد
الجماعات لا دلالة عليه كما أن تخصيص من خصّه

بمساجد الأنبياء لمّا لم يكن عليه دليل
سقط اعتباره ... فغير جائز لنا تخصيص
عموم الآية بما لا دلالة فيه على تخصيصها -

وفي العدّة للأمير الصنعاني : ٣/٢٦١

وقال آخرون الاعتكاف في كل مسجد
جائز وهو قول طائفة كثيرة من السلف
وهو قول الهدوية وأبي حنيفة والشافعي وأحد
قولي مالك وأصحابهم والحجّة حمل الآية على
عمومها في كل مسجد وهو أوضح الأقوال

وفي البحر المحيط : ٢/٢٢١

والظاهر من قوله تعالى "في المساجد"
أنه لا يختص الاعتكاف بمسجد بل كل مسجد
هو محلّ للاعتكاف وبه قال أبو قلابة وابن عيينة
والشافعي وداود الطبري وابن المنذر وأحد
قولي مالك -

وفي حاشية الإمام الشلبي : ٢/٢٢٥

إلا في مسجد جماعة قال في الدراية أي
مسجد يصلّى فيه صلوة واحدة بجماعة وهو رواية
عن أبي حنيفة - قال في المجمع وأداء صلوة بجماعة

Scanned with CamScanner

أو الخمس شرط فيه وبه قال احمد وقال
الشافعي ومالك يصح في المساجد كلها
حتى لو جعل بعض بيوت داره مسجداً يجوز
أن يعتكف فيه والمسجد الجامع أفضل (نهاية)

وفي مختصر اختلاف العلماء : ١ / ٤٨ (لأبي بكر الجصاص)
قال اصحابنا يجوز الاعتكاف في كل مسجد
وهو قول الثوري واحدى الروايتين عن مالك -

وفي تفسير الإمام القرطبي : ٢ / ٣٣١
وقال أخرون الاعتكاف في كل مسجد جائز
يروى هذا القول عن سعيد ابن جبير وأبي قلابة
وغيرهم وهو قول الشافعي وأبي حنيفة وأصحابهما
وحجتهم حمل الآية على عمومها في كل مسجد
له امام ومؤذن وهو أحد قولي مالك وبه يقول
ابن علية وداؤد ابن علي والطبري وابن المنذر

وفي الحاوي الكبير في فقه الإمام الشافعي : ٣ / ٤٨٦
ولأن كل موضع يبنى لجماعات الصلوة فالاعتكاف
فيه جائز ... إلى قوله ... ومنها أنه سنة مستحبة
فدلّ على أنه لا يجوز إلّا في المسجد ودلّ على أن
جميع المساجد في ذلك سواء

٢٣

و في كتاب المجموع للنووي : ٦/ ٣٢٦

يصح الاعتكاف في كل مسجد والجامع افضل لما ذكره المصنف قال الشيخ أبو حامد والأصحاب وأومأ الشافعي في القديم إلى اشتراط الجامع وهو غريب ضعيف والصواب جوازه في كل مسجد قال اصحابنا ويصح الاعتكاف في سطح المسجد ورحبته بلا خلاف لأنهما منه.

.... ثم قال في ص ٣٢٧ وقال أبو حنيفة واحمد واسحق وأبو ثور يصح في كل مسجد يصلى فيه الصلوات كلها وتقام فيها الجمعة واحتج لهم بحديث عن جويبر عن الضحاك عن حذيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كل مسجد له امام ومؤذن فالاعتكاف فيه يصلح رواه الدار القطني وقال الضحاك لم يسمع من حذيفة قلت وجويبر ضعيف باتفاق اهل الحديث فهو الحديث مرسل ضعيف فلا يحتج به . واحتج اصحابنا بقوله تعالى "ولا تباشروهن وأنتم عاكفون في المساجد" وجه الدلالة من الآية لاشتراط المسجد أنه لو صح الاعتكاف في غير المسجد لم يخص تحريم المباشرة بالاعتكاف في المسجد لأنها منافية للاعتكاف فعلم أن المعنى بيان

Scanned with CamScanner

أن الاعتكاف إنما يكون في المساجد
وإذا ثبت جوازه في المساجد صحّ في كل مسجد
ولا يقبل تخصيص من خصّه ببعضها إلّا
بدليل ولم يصلح في التخصيص شيئ صريح.

وفي بداية المجتهد : ٣/٢٣٦

وقال آخرون: الاعتكاف عام في كل مسجد وبه قال
الشافعيّ وأبو حنيفة والثوري وهو مشهور مذهب
مالك ... إلى قوله ص ٢٣٧ وأمّا سبب اختلافهم
في تخصيص بعض المساجد أو تعميمها فمعارضة العموم
للقياس فمن رجّح العموم قال في كل مسجد على ظاهر الآية
ومن انقدح له تخصيص بعض المساجد من ذلك العموم
بقياس اشتراط أن يكون فيه جمعة لئلّا ينقطع عمل المعتكف
بالخروج إلى الجمعة.

وفي أحكام القرآن للشيخ ظفر احمد العثماني رحمه الله.

لا يصحّ الاعتكاف إلّا في مسجد الجماعة
... إلى قوله... ثبت أن ذكر المسجد في هذا الموضع
إنما هو لأن ذلك شرط الاعتكاف ومن أوصافه التي لا يصحّ
إلّا بها. ... والمراد بها مساجد تقام الجماعة فيها
وإنما اشترط ذلك لأن الجماعة واجبة واعتكاف الرجل

Scanned with CamScanner

في مسجد لا تقام فيه الجماعة يفضى إلى أحد أمرين
إمّا ترك الجماعة وإمّا خروجه إليها. فيتكرر منه
كثيرا مع امكان التحرز عنه وذلك مناف للاعتكاف
إذ هو لزوم المعتكف والإقامة على ذكر الله ----
--- (انتهى ملخصا نقلا من المغنى لابن قدامة) ---

وفي الإنصاف لمعرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام احمد بن حنبل ٣/٢٩
اعلم أن الاعتكاف لا يخلو إمّا أن يأتي عليه
في مدّة اعتكافه فعل صلاة وهو ممّن تلزمه الصلاة
أولا فإن لم يأت عليه في مدّة اعتكافه فعل صلاة فهنا
يصحّ اعتكافه في كل مسجد سواء جمّع فيه أولا وإن
أتى عليه في مدّة اعتكافه فعل صلاة لم تصحّ إلّا في
مجمّع فيه أي يصلّى فيه بالجماعة على الصحيح من المذهب
في الصورتين وعليه جمهور الأصحاب وهذا مبنى على
وجوب صلاة الجماعة أو شرطيتها.

(٦) ـــ مذکورہ تحقیق کے مطابق اعتکاف ہر شرعی مسجد
میں ہوسکتا ہے۔ خواہ وہ محلّہ کی مسجد ہو یا جامع مسجد ہو۔
البتہ ایام اعتکاف میں کم از کم اس مسجد میں باجماعت نماز
کا اہتمام کرنا ضروری ہے تاکہ ترک جماعت کا مرتکب نہ ہونا پڑے

جاری ---

اور معتکف اعتکاف کے دوران خود اقامتِ صلوٰۃ باجماعت کا اہتمام کرکے ثواب حاصل کرسکتا ہے۔ البتہ اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام ممکن نہ ہو، اور محلّہ کی مسجد میں باجماعت نماز ہوتی ہو تو جامع مسجد کے بجائے محلّہ کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہیئے۔

لما فی خلاصۃ الفتاوی : ١/٢٦٢

الجامع افضل إذا كان يصلّى فيه الصلوت الخمس بالجماعة اما إذا لم يكن فالاعتكاف فی مسجده افضل كيلا يحتاج إلى الخروج عن معتكفه

٧) ایسی مسجد میں بھی اعتکاف کرنا درست ہے

کما فی السراجیۃ : ١/١٠٧

ولا يصح الاعتكاف فی مسجد لا يقام الصلوٰة فيه مدّة سنة واللہ اعلم بالصواب

محمد خلیل اللہ عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ١٤
١٤/٦/١٤٣٠ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
١٥-٦-١٤٣٠ھ

الجواب صحیح
محمد عبد المنان عفی عنہ
١٦/٦/١٤٣٠ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفر اللہ
١٦/٦/١٤٣٠ھ

الجواب صحیح
[illegible]
١٦/٦/١٤٣٠ھ